

نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ صدارت کے لئے احقر راقم الحروف کے نام کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کے فوراً بعد افتتاحی خطبہ کے لئے صدر جمیعت علماء ہند حضرت مولانا سید محمود اسعد مدینی صاحب مدظلہ تشریف لائے۔ نہایت مختصر مگر جامع خطبہ افتتاحیہ پیش کیا جو مطبوعہ شکل میں حاضرین و سامعین کو فراہم کیا گیا۔ آٹھ صفحات کے اس خطبہ میں شرکاء کے شکریہ کے ساتھ ساتھ سابق امیر الہند و صدر جمیعت علماء ہند حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کی بناء پر آج ان کی عدم موجودگی کے احساس کو ظاہر فرمایا۔

اس کے بعد انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے قرآن و سنت کے سرچشمہ اور منبع ہونے پر مفصل روشنی ڈالی۔ اور اس بات کو واشگاف فرمایا کہ قرآن و حدیث جامع ہونے کی وجہ سے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے رہنماؤشعل ہے۔ آپ نے فاعبتورو یا اولی الابصار (الحضر: ۲) اور اس جیسی آیات مبارکہ کے بارے میں فرمایا کہ فقہاء کرام ان آیات بینات کو اجتہاد و قیاس کے سلسلے میں اشارۃ الفص قرار دیتے ہیں۔

اور اس بات کو سمجھایا کہ نصوص قرآنیہ، احادیث نبویہ اور آثار صحابہ سے قیامت تک استفادہ کرنے اور ہدایت کا راستہ اختیار کرنے کی راہ قیاس و اجتہاد ہی ہے جس کا سلسلہ قرون اولی سے جاری ہے۔ اور ہر دور میں اس پر انفرادی و اجتماعی عمل ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اب دور حاضر میں علماء و اصحاب نظر کی ایک ایسی جماعت کو یہ ذمہ داری اٹھانی ہو گی جو دینداری اور ورع و تقوی کے ساتھ بالغ نظر بھی ہوں نیز عرف اور احوال زمانہ پر اچھی نگاہ بھی رکھتے ہوں۔ اسی طرح سے کتاب و سنت، آثار صحابہ اور اجماع متقدمین وغیرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان سے مسائل جدیدہ حل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔ اجتماعی غور و خوض اور علمی مجالس کا سلسلہ دور صحابہ اور اس کے بعد تابعین، تبع

محمد رحمت اللہ

ابتدائیہ

ادارة المباحث الفقهية جمیعت علماء کا

سترھواں فقہی اجتماع

ادارة المباحث الفقهية جمیعت علماء ہند کا سترھواں فقہی اجتماع مشہور شہر بنگلور میں ۱۲، ۱۳، ۱۴ اگست ۲۰۲۲ء مطابق ۱۳، ۱۴، ۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ کو منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں مادر علمی دارالعلوم دیوبند، وقف دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارپور، جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مختلف ریاستوں سے آئے ہوئے دوسوئے زائد علماء کرام اور مفتیان عظام نے شرکت کی۔ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ سے یہاں کے شیخ الحدیث و صدر مفتی مولانا مفتی نذیر احمد قاسمی اور نائب مفتی دارالافتاء دارالعلوم رحیمیہ مولانا مفتی عظمت اللہ حوال متعلم دورہ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند کے علاوہ راقم الحروف نے شرکت کی۔

۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۲ اگست ۲۰۲۲ء کو جمعۃ المبارک کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد پروگرام کے مطابق شام چار بجے دارالعلوم شاہ ولی اللہ بنگلور کے ایک خوش الحان قاری صاحب کی تلاوت کلام پاک کے ذریعہ پہلی نشست کا آغاز ہوا۔ یہ اس اجتماع کی افتتاحی نشست تھی۔

جلسہ کی نظم امت جوں سال فاضل صالح مولانا مفتی سید محمد عفان صاحب منصور پوری اطال اللہ بقائیہ استاذ حدیث دارالعلوم جامع مسجد امروہہ انجام دے رہے تھے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد ایک طالب علم نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں

مفتی عبدالرزاق صاحب استاد دارالعلوم دیوبند نے انجام دیئے۔ اس مجلس میں ”شرکت محدودہ (لمیٹینگ کمپنی)“ سے متعلق مضامین کا خلاصہ پیش ہوا۔ اس کے بعد اس پر مناقشہ رات گئے تک جاری رہا۔ طویل بحث و مناقشہ کے بعد تجویز مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی ترتیب دی گئی۔

اجماع کی تیسرا نشست اگلے روز ۱۳ ارمجمون کو بعد نماز فجر صبح ساڑھے آٹھ بجے GST میں سودی رقم خرچ کرنے کے موضوع پر منعقد ہوئی۔ اس نشست کی صدارت دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاذ حدیث و فقہ مولانا مفتی عتیق احمد صاحب قاسمی بستوی نے کی۔ نظامت کے فرائض مولانا مفتی سید محمد عفان صاحب اور مولانا مفتی عبدالرزاق صاحب انجام دیتے رہے۔ اس مجلس میں بحث و مناقشہ زیادہ ہی طویل ہو گیا۔ اس لئے اگلی نشست کا وقت بھی اسی عنوان کو دینا پڑا۔ اس طرح ظہر پر مجلس کامل ہوئی۔

اجماع کی چوتھی نشست ۱۴ ارمجمون کو بعد مغرب شروع ہوئی۔ اس نشست کی صدارت دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین حضرت مولانا سید ارشد مدینی صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی۔ ”ہیئتہ انشورنس کے چند قابل غور پہلوؤں کی تتفیع“، اس نشست کا موضوع تھا۔ مقالات کا خلاصہ پیش کرنے کے بعد مفتیان کرام نے رات گئے تک اپنے دلائل کی روشنی میں بحث و مناقشہ کیا اور اخیر میں تجویز مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنادی گئی۔

اگلے روز ۱۵ ارمجمون کو تمام ذیلی کمیٹیاں اپنی اپنی تجویز کے ساتھ بعد فجر متصل حضرات اکابر کی مجلس میں حاضر ہوئیں۔ اکابر کی اس مجلس میں مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم، نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی راشد صاحب عظیمی، مفتی زین الاسلام صاحب الہ آبادی، مفتی

تابعین اور بعد کے زمانوں میں بھی جاری رہا۔ مولانا نے فرمایا: کہ ہماری یہ علمی مجلس ”المباحثۃ الفقهیہ“، بھی اسی زریں سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کو جمیعت علماء ہند نے دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ قائم کیا ہے۔

اس کے بعد موصوف نے ”ادارة المباحثۃ الفقهیہ“ کا پس منظر اس کی مختصر تاریخ اور نشأۃ ثانیۃ خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ اس خطبہ استقبالیہ میں اب تک کے منعقد شدہ سولہ اجتماعات کی تاریخ اور مقام اجماع اور زیر بحث مباحثۃ کو تفصیل سے بیان کیا۔ اس کے بعد موجودہ اجماع کے تینوں موضوعات:

- (۱) ”شرکت محدودہ (لمیٹینگ کمپنی) اور شخصی قانون سے متعلق مسائل کی تتفیع“،
- (۲) ”GST میں سودی رقم صرف کرنا۔“

(۳) ”ہیئتہ انشورنس کے چند قابل غور پہلوؤں کی تتفیع“، کی تھوڑی تفصیل بیان کی۔ مختصر مگر پر مغز خطبہ افتتاحیہ کے بعد تاثرات کے لئے مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب بستوی استاذ حدیث و فقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی استاذ دارالعلوم دیوبند، مولانا مفتی شیر احمد صاحب قاسمی استاذ حدیث و فقہ جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد اور مولانا مفتی نذیر احمد صاحب قاسمی شیخ الحدیث و صدر مفتی دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ نے مختصر خطابات کئے۔ اخیر میں ضابطہ کے طور سے خاکسار رقم الحروف نے چند جملے عرض کئے جس کے بعد یہ افتتاحی نشست کامل ہوئی اور نماز عصر کا اعلان کر دیا گیا۔

مغرب کے بعد اجلاس کی دوسری نشست دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم حضرت مولانا مفتی راشد صاحب عظیمی مظلہ کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس مجلس کا آغاز مولانا مفتی سید محمد عفان صاحب کی تلاوت سے ہوا اور نظامت کے فرائض مولانا

حاصل کرنا جائز ہے۔

(۲) لمیئڈ کمپنی اگر خسارے سے دوچار ہو جائے تو ذمہ دار ان پر کمپنی کی منقولہ اور غیر منقولہ املاک اور اشائوں کو فروخت کر کے قرض اور دیگر بقايا جات کی ادائیگی لازم ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کمپنی کے ذمہ کچھ دین باقی رہ جائے اور خسارے کا سبب ذمہ دار ان کی طرف سے لا پرواہی اور تعدی ہو تو دین کی ادائیگی۔ بہرحال ان کے ذمہ شرعاً ضروری ہوگی۔ البتہ اگر ذمہ دار ان کی طرف سے تعدی نہ پائی جائے تو وہ اس دین کی ادائیگی کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔

تجویز (۲) GST میں سودی رقم صرف کرنا

Ser Karai ٹیکس کا وہ نظام ہے جس میں بالترتیب تاجر و صارف حضرات کو مختلف تناسب سے ٹیکس جمع کرنا پڑتا ہے اور سر کاری ضوابط کے مطابق بعض صورتوں میں جمع شدہ رقم واپس مل جاتی ہے اور بعض صورتوں میں نہیں ملتی اور صارفین کو ادا کرنی پڑتی ہے تو مردہ بھی پہلوؤں پر بحث کے بعد درج ذیل امور پر اتفاق ہوا:

(۱) جس صورت میں GST میں دی جانے والی رقم صارف یا تاجر کو واپس ملنے کی امید نہ ہو اور وہ رقم بالواسطہ یا بلا واسطہ سر کار کو پہنچتی ہو تو اس میں ”ردی المالک“ کے اصول پر سر کاری اداروں سے حاصل شدہ سود کی رقم دینے کی گنجائش ہے۔

(۲) دو کاندھار صارف سے GST کے نام پر معین رقم وصول کر لے تو اس رقم کو حکومت تک پہنچانا لازم ہے، اسے کسی تدبیر سے اپنے لئے روکنا درست نہیں ہے۔

تجویز (۳) میڈیکل (ہیلتھ) انشورنس

صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہے، اسی بنا پر اسلام میں حفظان صحت پر

دارالعلوم دیوبند، مفتی عتیق احمد صاحب بستوی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، صدر جمیعت علماء ہند مولانا سید محمود اسعد صاحب مدینی وغیرہ موجود تھے۔

تین گھنٹے کی طویل مجلس میں تجویز کا ایک ایک حرف اور عبارت کی نوک و پلک کو زیر بحث لایا گیا اور بھی حضرات ہر عنوان کے تحت تجویز کے متن پر متفق ہوئے۔

اجماع کی آخری نشست دس بجے مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت فقیہہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس نشست میں سبھی حضرات اکابر اور جملہ مفتیان عظام و مندوب حضرات شریک ہوئے۔ تمام تجویز کے متن کو حرف بحروف اس مجلس میں پیش کیا گیا۔ اور ان تجویز پر جتنی غور و فکر کر کے جملہ حضرات حاضرین سے منظوری لے لی گئی۔ ان تجویز کے علاوہ ایک تجویز قرب قیامت کے آج کل کے احوال میں اسلام کے بارے میں باطل کی جانب سے پیدا کئے جانے والے شکوک و شبہات اور مختلف کوششوں سے متعلق پیش کر کے منظور کی گئی۔ اس طرح سے یہ قبھی اجماع حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کے صدارتی کلمات اور ان ہی کی دعاء پر ظہر کے وقت تکمیل پذیر ہوا۔ فالحمد لله علی ذالک۔

تجویز کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

تجویز (۱) شرکت محدودہ (لمیئڈ کمپنی) سے متعلق مسائل کی تتفیع

شرکت محدودہ سے متعلق غور و فکر کے بعد درج ذیل امور طے پائے:

(۱) شرکت محدودہ (لمیئڈ کمپنی) اصولی طور پر شرکت عنان یا مضاربہ کے قریب تر ہے، لہذا اگر ایسی کمپنی کا بنیادی کاروبار سود و قمار اور اشیائی صنعت و تجارت پر مشتمل نہ ہو تو ایسی کمپنی قائم کرنا، اس میں شریک ہونا، ملازمت کرنا اور اس سے منافع

پابندی سے پیش کر رہے ہیں جن میں ایسے افراد کو اسلام کے خلاف تبصرہ کرنے کے لئے مدعو کیا جاتا ہے جنہوں نے کسی وجہ سے اسلام ترک کر دیا ہے اور اب وہ باطل کا آئندہ کاربن چکے ہیں۔ ایسے افراد جان بوجھ کر قرآن و حدیث کے غلط مفہوم و مطالب پیش کرتے ہیں اور اسلام کی وہ تصویر دکھاتے ہیں جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ان چینیوں پر مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے غیر اہل علم طبقہ کے کچھ افراد کو سامنے لاایا جاتا ہے تاکہ عوام میں اسلام مخالف پروپیگنڈا کا میاں ہو سکے۔

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجتماع ایسی تمام کوششوں کی پر زور نہ ملت کرتا ہے۔ وہ میڈیا چینیوں سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ ایسے مسائل میں اپنی دلچسپی دکھائیں گے جو ملک کی ترقی سے متعلق ہوں۔ اسلام مخالف کذب یا نیپر مشتمل پروگراموں سے فرقہ پرستی میں اضافہ ہوتا ہے جو ملک کی ترقی کے لئے سخت لفڑان دہ ہے۔

یہ اجتماع مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ میڈیا اور سوشل میڈیا پر چلائے جارہے ان گستاخانہ پروگراموں سے متاثر نہ ہوں، علمائے دین سے دینی راہنمائی کے لئے رجوع کریں، باطل کے اس طریقہ واردات کو سمجھیں اور دل میں اس بات کو بھالیں کہ حق کی پہچان یہی ہے کہ اس کو چھار طرفہ حملوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ جھوٹ اپنی موت مرجاتا ہے اس کے باوجود میڈیا یا سوشل میڈیا کے کسی چینل / پلیٹ فارم پر اگر گستاخانہ مواد نشر ہوتا ہے یا مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو محروم کیا جاتا ہے اور اسلامی مقدساسات کی توہین کر کے قانون شکنی کی جاتی ہے، تو چند منتخب افراد ایسے چینیوں اور پلیٹ فارمز کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں اور A295 کی خلاف ورزی کی صورت میں متعلقہ افراد کے خلاف ایف آئی آر کرائیں۔

خاص توجہ دی گئی ہے۔ لہذا تندرستی کا خیال رکھنا اور حسب وسعت بیماریوں کا اعلان کرانا مشروع ہے۔ چنانچہ مروجہ میڈیا کل (ہیلتھ) انشورنس کے موضوع پر بحث کے بعد درج ذیل تجویز منظور کی گئیں:

(۱) موجودہ ملکی اور بین الاقوامی حالات کے تناظر میں کسی ناقابل تخل مصارف بیماری میں مبتلا ہونے کے اندیشہ سے اگر ضرورت مند لوگ ”میڈیا کل (ہیلتھ) انشورنس“ کی پالیسی سے استفادہ کریں تو اس کی گنجائش ہے۔

(۲) انفراد ایا گروپ کی شکل میں ضرورتہ میڈیا کل انشورنس کراتے وقت بہتر یہ ہے کہ کمپنی سے معابرہ کر لیا جائے کہ سالانہ پر یہیم جمع کرنے کے عوض وہ سال میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے ممبران کا میڈیا کل چیک آپ ضرور کرائے گی، تو ایسے میں ہیلتھ انشورنس سے بھی استفادہ کی اجازت ہے۔ اور میڈیا کل انشورنس کی شکل ”عقود الصيانة“ (سروس کنٹریکٹ) کے مشابہ ہے۔

تجویز (۴) ملک میں موجودہ اسلام مخالف ماحول پر درج ذیل تجویز منظور کی گئی:

(۱) ملک کی موجودہ صورت حال کو دیکھ کر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ملک گیر سطح پر اسلامی احکام اور مسلم شناخت کے خلاف مظلوم انداز سے کوششیں کی جا رہی ہیں اور ان کوششوں کو موثر بنانے کے لئے میڈیا یا سوشل میڈیا کا بھر پور سہارا لیا جا رہا ہے۔

(۲) سوشل میڈیا پر ایسے افراد اور تنظیموں کی مالی مدد بھی کی جا رہی ہے جو اسلام اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نازیبا تہرسوں کے لئے جانے جاتے ہیں۔

(۳) کچھ میڈیا چینل اسلام کے بارے میں جانے کے بھانے ایسے پروگرام

اسباق تفسیر

حرام چیزوں کا تذکرہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

معارف و مسائل

اور حضرت عدی بن حاتمؓ نے یہی مضمون رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت فرمایا ہے۔ (جصاص)

آٹھویں۔ نطیحہ۔ یعنی وہ جانور جو کسی ٹکر اور تصادم سے ہلاک ہو گیا ہو۔ جیسے ریل، موڑ وغیرہ کی زد میں آ کر مر جائے یا کسی دوسرے جانور کی ٹکر سے مر جائے۔

نویں۔ وہ جانور جس کو کسی درندہ جانور نے چھاڑ دیا ہو، اُس سے مر گیا ہو۔ ان نو اقسام کی حرمت بیان فرمانے کے بعد ایک استثناء ذکر کیا گیا۔ فرمایا: إِلَّا مَآذَ كَيْتُمْ۔ یعنی اگر ان جانوروں میں سے تم نے کسی کو زندہ پالیا اور ذبح کر لیا تو وہ حلال ہو گیا۔ اس کا کھانا جائز ہے۔

یہ استثناء شروع کی چار قسموں سے متعلق ہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میتہ اور دم میں تو اس کا امکان ہی نہیں۔ اور خنزیر اور ما اہل لِغَيْرِ اللَّهِ۔ اپنی ذات سے حرام ہیں، ذبح کرنا نہ کرنا ان میں برابر ہے۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، حسن بصریؓ، قادہؓ وغیرہ سلف صالحین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ استثناء ابتدائی چار کے بعد، یعنی منحنقة اور اس کے مابعد سے متعلق ہے۔ اس لئے مطلب اس کا یہ ہو گیا کہ ان تمام صورتوں میں اگر جانور زندہ پایا گیا، زندگی کی علامتیں محسوس کی گئیں اور اسی حالت میں اس کو اللہ کے نام پر ذبح کر دیا گیا تو وہ حلال ہے۔ خواہ وہ منحنقة ہو، یا موقوذ یا

متردیدہ اور نطیحہ یا جس کو درندہ نے چھاڑ ڈالا ہے۔ ان میں سے جس کو بھی آثار زندگی محسوس کرتے ہوئے ذبح کر لیا وہ حلال ہو گیا۔

دوسریں۔ وہ جانور حرام ہے جو نصب پر ذبح کیا گیا ہو۔ نصب وہ پتھر ہیں جو کعبہ کے گرد کھڑے کئے ہوئے تھے اور اہل جاہلیت ان کی پرستش کرتے اور ان کے پاس لا کر جانوروں کی قربانی ان کے لئے کرتے تھے اور اس کو عبادت سمجھتے تھے۔ اہل جاہلیت ان سب قسم کے جانوروں کو کھانے کے عادی تھے جو خبائث میں داخل ہیں۔ قرآن کریم نے ان سب کو حرام قرار دیا۔

گیارہویں چیز جس کو اس آیت میں حرام قرار دیا ہے۔ وہ استقسام بالازلام ہے۔ از لام، زلم کی جمع ہے۔ زلم اس تیر کو کہتے ہیں جو جاہلیت عرب میں اس کام کے لئے مقرر تھا کہ اس کے ذریعہ قسمت آزمائی کی جاتی تھی اور یہ سات تیر تھے۔ جن میں سے ایک پر نعم ایک پر لا۔ اور اسی طرح کے دوسرے الفاظ لکھے ہوتے تھے۔ اور یہ تیر بیت اللہ کے خادم کے پاس رہتے تھے۔

جب کسی شخص کو اپنی قسمت یا آئندہ کسی کام کا مفید ہونا یا مضر ہونا معلوم کرنا ہوتا، تو خادم کعبہ کے پاس جاتے اور سورو پے اس کو نذر انہ دیتے وہ ان تیروں کو ترش سے ایک ایک کر کے نکالتا۔ اگر اس پر لفظ نعم نکل آیا تو سمجھتے تھے کہ یہ کام مفید ہے۔ اور اگر لا نکل آیا تو سمجھتے تھے کہ یہ کام نہ کرنا چاہیے۔ حرام جانوروں کے سلسلہ میں اس کا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے، کہ عرب کی یہ بھی عادت تھی کہ چند آدمی شریک ہو کر کوئی اونٹ وغیرہ ذبح کرتے مگر گوشت کی تقسیم ہر ایک کے حصہ شرکت کے مطابق کرنے کے بجائے ان جوئے کے تیروں سے کرتے تھے۔ جس میں کوئی بالکل محروم رہتا، کسی کو بہت زیادہ، کسی کو

عرب پر اسلامی قانون جاری تھا۔ اس پر فرمایا کہ اب سے پہلے جو کفار یہ منصوبے بنایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کی جماعت ہمارے مقابلہ میں کم بھی ہے اور کمزور بھی ان کو ختم کر دیا جائے۔ اب نہ ان میں یہ حوصلے باقی رہے، نہ ان کی وہ طاقت رہی۔ اس لئے مسلمان ان سے مطمئن ہو کر اپنے رب کی اطاعت و عبادت میں لگ جائیں۔

آلیومَا كُمْلُتْ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَ أَتَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتْ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا.

اس آیت کے نزول کی خاص شان ہے، عرفہ کا دن ہے جو تمام سال کے دنوں میں سید الایام ہے اور اتفاق سے یہ عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا۔ جس کے فضائل معروف ہیں۔ مقام میدان عرفات کا جبل رحمت کے قریب ہے، جو عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزول رحمت کا خاص مقام ہے۔ وقت عصر کے بعد کا ہے۔ جو عام دنوں میں بھی مبارک وقت ہے۔ اور خصوصاً یوم جمعہ میں کہ قبولیت دعا کی گھڑی بہت سی روایات کے مطابق اسی وقت آتی ہے اور عرفہ کے روز اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ دعا میں قبول ہونے کا خاص وقت ہے۔

حج کے لئے مسلمانوں کا سب سے بڑا پہلا عظیم اجتماع ہے۔ جس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرام[ؐ] شریک ہیں۔ رحمۃ الملائیں صحابہ کرام کے ساتھ جبل رحمت کے نیچے اپنی ناقہ ”عضاۓ“ پر سوار ہیں اور حج کے اب بڑے رکن یعنی توفی عرفات میں مشغول ہیں۔ ان فضائل و برکات اور رحمتوں کے سایہ میں یہ آیت کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ صحابہ کرام کا بیان ہے کہ جب آپ پر یہ آیت بذریعہ وحی نازل ہوئی تو حسب دستور وحی کا ثقل اور بوجہ اتنا محسوس ہوا کہ اونٹی اس سے دبی جا رہی تھی یہاں تک کہ مجبور ہو کر بیٹھ گئی۔

حق سے کم ملتا تھا۔ اس لئے جانوروں کی حرمت کے ساتھ اس طریقہ کا کرکی حرمت کا بیان کر دیا گیا۔

علماء نے فرمایا کہ آئندہ کے حالات اور غیب کی چیزیں معلوم کرنے کے جتنے طریقے رائج ہیں، خواہ اہل جفر کے ذریعہ یا ہاتھ کے نقوش دیکھ کر یا فال وغیرہ نکال کر یہ سب طریقے استقسام بالازلام کے حکم میں ہیں۔

اور استقسام بالازلام کا لفظ بھی قمار یعنی جوئے کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ جس میں قرعہ اندازی یا الٹری کے طریقوں سے حقوق کے تعین کی جائے۔ یہ بھی بھی قرآن حرام ہے۔ جس کو قرآن کریم نے ”میسر“ کے نام سے منوع قرار دیا ہے۔ اسی لئے حضرت سعید بن جبیر، مجاہد اور شعیؑ نے فرمایا کہ جس طرح عرب ازلام کے ذریعہ حصے نکالتے اسی طرح فارس و روم میں شترنخ، چوسر وغیرہ کے مہروں سے یہ کام لیا جاتا ہے۔ وہ ازلام کے حکم میں ہیں۔ (مظہری)

استقسام بالازلام کی حرمت کے ساتھ ارشاد فرمایا:

ذلِّکمْ فِسْقٌ يَعْنِي يَه طریقہ قسمت معلوم کرنے یا حصہ مقرر کرنے کا فسق اور گمراہی ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

آئیوْمَ يَئِسَ الدِّينَ كَفَرُوا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشُوهُمْ وَ اخْشَوْنَ.

آج کے دن کفار تمہارے دین (پر غالب آنے) سے ما یوس ہو چکے ہیں۔ اس لئے اب تم ان سے کوئی خوف نہ کھو البتہ مجھ سے ڈرتے رہو۔

یہ آیت ہجرت کے دسویں سال جمۃ الوداع کے یوم عرفہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، جبکہ مکہ اور تقریباً سارا عرب فتح ہو چکا تھا۔ پورے جزیرہ

فوري طور پر عملی جامہ پہنانا چاہیے اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں رکھنی چاہیے۔
جب کھلی نا انصافی دیکھئے تو کیا کرے

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ آنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي أَثْرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: تُؤْذُنُ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُنَّ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ۔ (متفق عليه)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ایسی صورتیں پیش آئیں گی کہ تمہارے مقابلے میں دوسروں کو ترجیح دی جائے گی یا ایسی باتیں تم دیکھو گے جن کو تم اجنبی اور اوپر (اپر) سمجھو گے یعنی اس سے پہلے ایسی صورتیں پیش نہیں آئی ہوں گی۔

بات دراصل یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ ایک انصاری صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور آدمی کو کوئی کام سونپا تھا، کوئی منصب اور عہدہ دیا تھا، کسی جگہ کا ان کو عامل بنایا تھا۔ تو انہوں نے آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں کو تو یہ منصب دیا، مجھے نہیں دیا؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: دیکھو! ایسی بات نہیں ہے، میں ایسا نہیں کرتا۔ لیکن ایک بات یاد رکھو کہ بعد میں ایسے حالات پیش آنے والے ہیں کہ تمہارے مقابلے میں دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اور ایسی صورتیں تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے جو اس وقت نظر نہیں آ رہی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ابھی تو کچھ نہیں ہوا، آگے ایسا ہونے والا ہے۔ اس وقت پھر ان حضرت نے پوچھا: اللہ کے رسول! اچھا! جب ایسے حالات پیش آئیں تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ یعنی ایسے حاکموں کے ساتھ ہم کیا معاملہ

اسباب حدیث

حدیث کے اصلاحی مضامین

افادات: حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

ہمارا مزاج قابل اصلاح

ہم لوگوں کا مزاج ایسا ہے کہ اگر ہم کو کبھی ایسا کوئی موقع پیش آجائے اور کسی نے ہم کو قرآن کی آیت یا حدیث کے حوالے سے کوئی بات سمجھانی چاہی تو ہم فوراً جواب کے لئے تاویلات کرتے رہتے ہیں کہ اصل بات یوں ہے اور فلاں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس وقت عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، تاویل کرنے کی گنجائش ہر ایک کے لئے رہتی ہے لیکن یہ حضرات کبھی کسی چیز میں اس کو گوار نہیں کرتے تھے اور بھی بے شمار ایسے واقعات صحابہ کرام کے ہیں۔

یہاں دیکھئے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب حرب بن قیسؓ نے وہ آیت کریمہ پیش کی اور یوں کہا کہ یہ بھی جاہلین میں سے ہیں۔ آپ ان سے درگذر کیجئے، اللہ تعالیٰ قرآن میں ایسے لوگوں سے درگذر کا حکم دے رہے ہیں، تو فرماتے ہیں: وَاللَّهِ مَا جَاؤَ زَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا وَ كَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى۔ جوں ہی انہوں نے یہ آیت پڑھی کہ فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، اس سے ذرا بھی آگے نہیں بڑھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب پر بڑی تاکید سے عمل کرنے والے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو جب اللہ اور اس کے رسول کی ہدایتوں کا حوالہ دیا جائے تو

الاحدیث القدسیة

یعنی حق جلس مجدہ کی باتیں

حضرت مولانا مفتی شیخ اشرف قاسمی صاحب

ایک جنتی تمام اہل جنت کی ضیافت کی تمنا کرے گا

اذا کان يوْمُ الْقِيَامَةِ وَ فَرَغَ اللَّهُ مِنْ قَضَاءِ الْخَلْقِ فَيَقُولُ رَجُلًا فِي يَوْمٍ فَيُؤْمِنُ
بِهِمَا إِلَى النَّارِ، فَيُلْتَفَتُ إِحْدُهُمَا، فَيَقُولُ الْجَبَّارُ تَعَالَى: رُدُّوهُ
فِي رُدُونَهُ، فَيَقُولُ لَهُ: لَمَّا التَّفَتَ؟ فَيَقُولُ: كُنْتُ أَرْجُوا أَنْ تُدْخِلَنِي
الْجَنَّةَ، فَيُؤْمِنُ بِهِ إِلَى الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ لَقَدْ أَعْطَانِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى لَوْ
أَطْعَمْتُ أَهْلَ الْجَنَّةِ مَا نَصَصَ مَا عَنِّي شَيْئًا۔

آخر جره احمد عن عبادة بن الصامت وفضالة بن عبيد معاً۔

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا اور حق جلس مجدہ تمام مخلوقات کا حساب و کتاب کر چکیں گے تو دو آدمی یوں ہی بیٹھ جائیں گے۔ ارشاد ہوگا: فرشتو! ان کو جہنم میں داخل کر دو، ان دونوں میں سے ایک شخص جاتے ہوئے حق جلس مجدہ کی (رحمت کی) جانب نظر پلٹ کر دیکھے گا؛ تو ارشاد خداوندی ہوگا: اس بندہ کو واپس لاو، فرشتے واپس لاائیں گے۔ ارشاد ہوگا: اے بندہ تو نے نظر پلٹ کر کیوں دیکھا؟ وہ عرض کرے گا۔ اے میرے معبدوں میں امیدوار تھا کہ آپ جنت میں داخل کریں گے۔ پس اللہ پاک اس آدمی کو جنت میں داخل کرنے کے لئے فرشتوں کو حکم دیں گے،

کریں؟ کیا تلوار لے کر ان کے مقابلے کے لئے میدان میں آجائیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں (تُؤْدُونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ) تمہارے اوپر ان کا جو حق ہے؛ تم ادا کرتے رہو (وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ) اور تمہارا ان کے اوپر جو حق ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو۔

خوشنگوار معاشرت کا راز

دیکھئے! اسلام کی تعلیمات میں یہ خاص بنیادی پوینٹ (Point) اور نکتہ ہے۔ جہاں کہیں بھی ایسا کوئی معاملہ پیش آئے گا جن کا تعلق دو فریق سے ہو، کوئی بھی معاملہ جس میں دو گروہ ملوث ہوتے ہیں تو ایسے حالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فریق اور ہر گروہ کو دوسرے فریق کے حقوق سے متعلق کچھ ہدایتیں فرماتے ہیں اور ان کو اس کی تاکید کرتے ہیں کہ اس پر عمل کرو۔ اسی لئے اسلام نے بھی نہیں کہا کہ تمہارا فلاں پر یہ حق ہے۔ آپ تمام احادیث کا مطالعہ کر لیجئے، وہاں یہ آئے گا کہ تم پر فلاں کا یہ حق ہے۔ بیویوں کو یوں خطاب کیا کہ تم پر شوہروں کا یہ حق ہے۔ شوہروں کو یوں خطاب کیا کہ تم پر بیویوں کا یہ حق ہے۔ ماں باپ کو یوں کہا کہ تم پر اولاد کا یہ حق ہے۔ اور اولاد کو یوں کہا کہ تم پر ماں باپ کا یہ حق ہے۔ اولاد کو یوں نہیں کہا کہ تمہارا ماں باپ پر یہ حق ہے۔ یعنی اس پر دوسرے کا جو حق آتا ہے وہ تو بتایا۔ گویا اس کو یوں تاکید کی جا رہی ہے کہ یہ حق اس کا تمہارے اوپر ہے؛ تم اس کو ادا کرو۔ اور تمہارا اس پر کیا حق ہے؛ وہ نہیں بتایا۔ گویا اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ تمہارے اوپر جو دوسروں کے حقوق ہیں ان کی ادائیگی کا آپ اہتمام کر جائیے، اور اس کی کوشش کر جائیے اور تمہارا حق جو دوسرے پر ہے اس کا مطالبه مت کرو۔ اگر وہ نہیں ادا کرتا؛ تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

ترجمہ: جب کسی بندے کا بچہ وفات پا جاتا ہے، تو حق جل مجدہ فرشتوں سے ارشاد فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے بچہ کی روح قبض کی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہاں یا رب، ارشاد ہوتا ہے تم نے بندے کے دل کی چاہت و تمنا و آرزو کو اٹھایا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہاں یا اللہ، ارشاد ہوتا ہے: اچھا یہ تو بتاؤ، جب تم نے روح قبض کی تھی، تو میرے بندے نے کیا کہا تھا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: بندہ نے الحمد لله، اور انا لله و انا الیه راجعون۔ کہا تھا، ارشاد ہوتا ہے میرے بندے کے لئے جنت میں ایک محل تعمیر کرو اور اس کا نام رکھو ”بیت الحمد“۔

دو پڑوسیوں کی گواہی پر اللہ پاک مجرم و گنہگار کو بھی جنت دیدیتے ہیں
اذا مات المؤمن وقال رَجُلٌ مِّنْ جِيرَانِهِ: مَا عَلِمْنَا مِنْهُ إِلا خَيْرًا، وَهُوَ فِي عِلْمِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى غِيرِ ذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ لِمَلَائِكَتِهِ: أَقْبِلُوا شَهادَةَ عَبْدٍ فِي عَبْدٍ وَ تَجاوزُوا عَنْ عِلْمِ فِيهِ۔

آخر جهہ ابن النجار عن ابی هریرۃ۔

ترجمہ: جب کوئی مومن شخص وفات پا جاتا ہے اور اس کے دو پڑوی شخص یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں تو اس مرنے والے شخص کے اندر نیکی و بھلائی کے سوا کچھ جانتا ہی نہیں حالاں کہ وہ اللہ پاک کے علم میں بھلاونیک نہ تھا، (مگر دو پڑوسیوں کی گواہی پر) اللہ پاک فرشتوں سے ارشاد فرماتے ہیں، میرے بندوں میں سے دو بندوں کی گواہی اس مرنے والے کے حق میں قبول کرلو اور میرے علم میں جو اس کا جرم و گناہ ہے اس کو معاف و درگز کر دو۔

جب وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا تو لوگوں سے کہے گا کہ حق جل مجدہ نے مجھ کو اتنا وسیع رزق جنت عطا فرمایا ہے کہ اگر میں تمام اہل جنت کی ضیافت کروں تو بھی میرے رزق سے تھوڑا سا بھی ختم نہ ہوگا۔

اللہ پاک کی رحمت کی جانب نظر اٹھا کر دیکھنا بھی دخول جنت کا سبب ہے، قربان جائیے ارحم الراحیمین کی رحمت واسعہ پر کہ وہ بندہ کی امید و چاہت کے خلاف معاملہ کرنا بھی اپنی شان کریں کے خلاف جانتا ہے اور صرف نظر رحمت سے دیکھنا ہی مغفرت اور دخول جنت کا سبب بنادیتا ہے، ذات حق نے اسی لئے حدیث میں خبر دی انا عند ظن عبدي بی کے بندوں کے گمان کے ساتھ رحمت واسعہ کا معاملہ کرتی ہے۔ لہذا ہر حال میں اللہ پاک کی ذات سے امید خیر کرنا چاہیے کہ نہ معلوم کون سی امید اور کس وقت کی گھری مرادوں کو پوری کر دے اور بندہ مراد کو پالے۔
اللهم کن لنا واجعلنا لك۔

الحمد لله كہنے پر جنت میں بیت الحمد

اذا مات ولد العبد قال الله للملائكة: قَبْضَتِمْ وَلَدَ عَبْدٍ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَبْضَتِمْ ثُمَرَةً فَوَأِدِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: مَاذَا قَالَ عَبْدٍ؟ فَيَقُولُونَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُولُ اللَّهُ: ابْنُوا لِعَبْدِي بِيَتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ۔

آخر جهہ احمد و الترمذی و قال حسن غریب، و ابن حبان و ابن السنی
فی عمل اليوم والليلة، والبیهقی عن ابی موسی۔

ہے۔ سند فراغت از دارالعلوم دیوبند حاصل کی ہے۔ ولادت ۷۲۶ھ مطابق ۱۸۵۰ء۔ وفات ۳۰۱۳ھ مطابق ۱۹۱۲ء
مُدْفَنٌ جامِعٌ مسجدِ امر وہہ کا صحن ہے۔

۶۔ حضرت مولانا رحیم اللہ صاحب بخاری۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ طبقہ علمائے دیوبند میں ایک بھاری بھر کم شخصیت تھی۔ بزماتہ قیام درقصبہ نانوٹہ حضرت کے درس بخاری میں باہتمام شرکت فرماتے تھے۔

۷۔ حضرت مولانا حکیم منصور علی خان صاحب مراد آبادی ثم حیدر آبادی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت سے بزماتہ قیام درقصبہ نانوٹہ ملا جلال اور بخاری شریف کے دروس میں شریک رہے ہیں پھر علوم و فنون کی تکمیل دارالعلوم دیوبند سے فرمائی ہے۔ ۱۲۹۵ھ سنہ فراغت ہے۔ اصلاً آپ مراد آباد ہی کے تھے مگر حیدر آباد میں طویل قیام رہا ہے، اس لئے حیدر آبادی بھی نام کے ساتھ لکھا ہوا ملتا ہے۔

وفات مکہ شریف میں ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۹۱۴ء کے سال میں پائی اور آپ جنت الْمَعْلُوِی میں محسوس تراحت ہیں۔

۸۔ حضرت مولانا عبدالعلی صاحب میرٹھی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ بزماتہ قیام درشہر میرٹھ حضرت کے دروس میں بڑی پابندی کے ساتھ حاضر ہوتے تھے۔ پھر سند فراغت دارالعلوم سے حاصل کی اور وہاں ہی تدریس کے لئے مقرر ہوئے۔ آپ کی عبارتی شخصیت کی سب بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت علامہ کشمیری، حضرت مرشد تھانوی اور

مت پُل چھ ان خرقہ پوشوں کی.....(قسط نمبر ۲۸)

از: مولانا مفتی سید محمد اسحاق نازکی قاسمی صاحب

(۱) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوٹیؒ [بانی اعظم دارالعلوم دیوبند سر بلند]

۲۔ حضرت مولانا سید محمد علی صاحب مونگیری۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ بانی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، سادات خاندان کے چشم و چراغ، علم و عمل، زہد و تقوی اور دینی حمیت و حمایت کے پیکر محسوس۔ آپؒ نے بزماتہ قیام درشہر میرٹھ آپؒ یعنی حضرت نانوٹیؒ صاحبؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔

۳۔ حضرت مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ اپنے دور کے ماہیہ ناز محدث و فقیہ، خطیب و مناظر اور بہترین مدرس و طبیب تھے۔ سند فراغت دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی ہے۔ ہر سفر میں حضرت نانوٹیؒ کے رفیق اور ہر وقت کے مصاحب رہے ہیں۔ وفات ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۷ء

۴۔ حضرت مولانا احمد حسن صاحب محدث امر وہی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت کے پیر بھائی بھی ہیں۔ یعنی حضرت نانوٹیؒ اور حضرت محدث امر وہیؒ، دونوں حضرت حاجی صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ بہترین مصنف و مشہور محقق اور جلیل القدر محدث تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ حضرت مولانا محمود الحسن صاحب عثمانیؒ کے ہم درس رہے ہیں۔ نیز بزماتہ قیام درشہر میرٹھ حضرت سے بھر پور علمی استفادہ کیا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ما خود و مستفاد از سیرۃ المصطفیٰ (حضرت مولانا محمد ادیس صاحب کاندھلوی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

سرورِ عالم سید ولد آدم محمد مصطفیٰ احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم وشرف وکرم واقعہ فیل کے پچاس یا پچھپن روز کے بعد تاریخ ۸ ربیع الاول یوم دوشنبہ مطابق ماہ اپریل ۷۸ عیسوی مکہ مکرمہ میں صحیح صادق کے وقت ابوطالب کے مکان میں پیدا ہوئے۔ ولادت باسعادت کی تاریخ میں مشہور قول تو یہ ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے، لیکن جمہور محدثین اور مورخین کے نزدیک راجح اور مختار قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ عبد اللہ بن عباس اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے بھی یہی منقول ہے اور اسی قول کو علامہ قطب الدین قسطلانی نے اختیار کیا ہے۔ (زرقانی ج اص ۱۳۱)

عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبد اللہ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت آمنہ کے پاس موجود تھی تو اس وقت یہ دیکھا کہ تمام گھر نور سے بھر گیا اور دیکھا کہ آسمان کے ستارے جھکتے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھ کو یہ گمان ہوا کہ یہ ستارے مجھ پر آگریں گے۔ (فتح الباری) عرباض بن ساریہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔ یہ روایت منداہم اور مستدرک حاکم میں مذکور ہے۔

حضرت مدینی جیسی عظیم شخصیات نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ سجان اللہ۔ آپ کی وفات ۱۳۳۰ھ میں ہوئی اور دہلی میں خاندان ولی اللہ کے مقبرہ مہدیان میں سپرد خاک ہوئے ہیں۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خیر تھی

۹۔ حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب محدث امردہی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت کے آخری دور کے شاگرد رشید رہے ہیں۔ بنزانہ قیام دیوبند، مسجد پچھتہ کے درس ترمذی میں شریک رہے ہیں۔ پھر دارالعلوم ہی سے علوم و فنون کی تکمیل فرمائی ہے۔ مکہ شریف میں حضرت مرشد عالم (حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی) کے ہاتھ پر بیعت کی ہے لہذا حضرت کے پیر بھائی بھی ہوئے ہیں۔ امردہ میں ۷۱۳ھ مطابق ۱۹۲۸ء میں وفات پائی۔

۱۰۔ حضرت مولانا حافظ عبد العدل صاحب۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک گم نام مگر علمی و عرفانی شخصیت تھی۔ حضرت کے ہر وقت کے رفیق و مصاحب رہے ہیں اور حضرت کو آپ کی علمی صلاحیتوں پر بہت ہی زیادہ اعتماد تھا اور ناز بھی۔

و کفی بہ شہادة و استشهاداً

تلک عشرة كاملة۔ ع وہ دریا کیسا ہو گا جس کے یہ قطرے سمندر ہیں
اللهم انفر لهم وارحهم واجعل الجنة مثواهم واحشرنا معهم يوم التقى
جاری.....

ہوئے۔ حاکم کہتے ہیں کہ آپ کے مختون پیدا ہونے میں احادیث متواتر ہیں۔

حضرات و رضا عن特

ولادت با سعادت کے بعد تین چار روز تک آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو دودھ پلایا پھر آپ کے پچا ابو لہب کی آزاد کردہ کنیز ثوبیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ آپ کے پچا ابو لہب کو جب ثوبیہ نے آپ کی ولادت با سعادت کی خوشخبری سنائی تو ابو لہب نے اس خوشی میں اسی وقت ثوبیہ کو آزاد کر دیا اور ثوبیہ ہی نے آپ سے پیشتر آپ کے سے پچا حضرت حمزہؑ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ اس لئے حمزہؑ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں اور آپ کے بعد ثوبیہ نے ابو سلمہ کو دودھ پلایا۔ (زرقانی ص ۷۳ ج ۱)

عرب میں یہ دستور تھا کہ شرفاء اپنے شیر خوار بچوں کو ابتداء ہی سے دیہات میں بھیج دیتے تھے تاکہ دیہات کی صاف و شفاف آب و ہوا میں ان کی نشوونما ہو۔ زبان ان کی فصیح ہو اور عرب کا صلی اللہ علیہ وسلم اور عربی خصوصیات ان سے علیحدہ نہ ہوں۔ اسی دستور کے مطابق ہر سال بنی سعد کی عورتیں شیر خوار بچوں کی تلاش میں مکہ آیا کرتی تھیں۔ حلیمهؓ غفاری ہیں کہ میں اور بنی سعد کی عورتیں شیر خوار بچوں کی تلاش میں مکہ آئیں۔ میرے ساتھ میرا شوہر اور ایک میرا شیر خوار بچہ تھا۔ سواری کے لئے ایک لاغر اور دلبی گدمی اور ایک اونٹی جس کا یہ حال تھا کہ ایک قطرہ دودھ کا اس سے نہ نکلتا تھا کہ ہم بھوک کی وجہ سے رات بھرنہ سوتے۔ بچہ کا یہ حال کہ تمام شب بھوک کی وجہ سے روتا اور بلبلاتا، میرے پستانوں میں اتنا دودھ نہ تھا کہ جس سے بچہ سیر ہو سکے۔ کوئی عورت ایسی نہ رہی کہ جس پر آپ پیش نہ کئے گئے ہوں مگر جب یہ معلوم ہوتا کہ

عقيقة اور تسمیہ

ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے آپ کا عقيقة کیا اور اس تقریب میں تمام قریش کو دعوت دی اور محمد آپ کا نام تجویز کیا۔ قریش نے کہا کہ اے ابو الحارث ”ابو الحارث عبدالمطلب کی کنیت ہے“، آپ نے ایسا نام کیوں تجویز کیا جو آپ کے آباء و اجداد اور آپ کی قوم میں سے اب تک کسی نے نہیں رکھا۔ عبدالمطلب نے کہا کہ میں نے یہ نام اس لئے رکھا کہ اللہ آسمان میں اور اللہ کی خلوق ز میں میں اس مولود کی حمد اور شناکرے۔ (زرقانی، خصائص کبری، فتح الباری)

ایک خواب کے ذریعہ عبدالمطلب کو محمد نام رکھنے کا خیال پیدا ہوا اور ادھر آپ کی والدہ ماجدہ کو رویا صالحہ کے ذریعہ سے یہ بتلایا گیا کہ تم برگزیدہ خلائق اور سید الامم کی حاملہ ہو۔ اس کا نام محمد رکھنا اور ایک روایت میں ہے کہ احمد نام رکھنا۔ (کذافی عیوبون الاثر۔)

بریدہؓ اور ابن عباسؓ کی روایت میں یہ ہے کہ محمد اور احمد نام رکھنا۔ (خصائص کبری۔)

کنیت

آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی مشہور و معروف کنیت ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جو آپ کے سب سے بڑے صاحبزادہ قاسم کے نام پر ہے۔

ختنه

ختنه کے بارے میں تین قول ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ حضور مختون پیدا

میں لینا تھا کہ پستان بالکل خشک تھوڑہ دودھ سے بھر آئے، اتنا دودھ ہوا کہ آپ بھی سیراب ہو گئے اور آپ کا رضاعی بھائی بھی سیر ہو گیا۔ اونٹ کا دودھ دوہنے کے لئے اٹھے تو دیکھتے کیا ہیں کہ تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں نے اور میرے شوہر نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ رات نہایت آرام سے گذری، صبح ہوئی تو شوہر نے حلیمه سے کہا:

تعلمی والله یا حلیمة لقد اخذت نسمة مبارکة

اے حلیمه خوب سمجھ لے کہ خدا کی قسم تو نے بہت ہی مبارک بچہ لیا ہے۔

اس پر حلیمه نے یہ کہا: و الله انی لا رجو ذلك۔ خدا کی قسم میں یقین سے کہتی ہوں کہ البتہ میں اللہ سے یہی امید رکھتی ہوں۔

اب قافلہ کی روائی کا وقت آیا اور سب سوار ہو کر چل پڑے حلیمه بھی اس مولود مسعود کو لے کر سوار ہوئیں۔ حلیمه کی وہ دلبی تپلی سواری جس کو پہلے چاہک مار مار کر ہنکایا جاتا تھا وہ اب برق رفتار ہے اور کسی طرح تھامے تھمتی نہیں۔ اس وقت تو وہ ایک بنی کا مرکب بنی ہوئی ہے، ساتھ والی عورتوں نے پوچھا: اے حلیمه یہ وہی سواری ہے عورتوں نے کہا و اللہ اس وقت تو اس کی شان ہی جدا ہے۔ اسی طرح ہم بنی سعد میں پہنچے۔ اس وقت بنی سعد کی سرز میں سے زیادہ کسی جگہ قحط نہ تھا۔ میری بکریاں جب شام کو چڑا گاہ سے واپس آتیں تو دودھ سے بھری ہوئی ہوتیں اور دوسروں کی بکریاں بالکل بھوکی آتیں، تھنوں میں ایک قطرہ دودھ کا نہ ہوتا یہ دیکھ کر لوگوں نے اپنے چروہوں سے کہا کہ تم بھی اسی جگہ چرایا کرو جہاں حلیمه کی بکریاں

آپ یتیم ہیں تو فوراً انکار کر دیتی کہ جس کے باپ ہی نہیں اس سے حق الخدمت ملنے کی کیا توقع کی جائے مگر یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ یتیم نہیں ہے بلکہ دُر یتیم ہے اور یہ وہ مبارک مولود ہی ہے کہ جس کے ہاتھوں میں قیصر و کسری کے خزانے کی کنجیاں رکھی جانے والی ہیں۔ دنیا میں اگرچہ اس کا کوئی عالی اور مرتبی اور حق الخدمت دینے والا نہیں مگر وہ رب العالمین جس کے ہاتھ میں تمام زمین اور آسمان کے بے شمار خزانے ہیں وہ اس یتیم کا والی اور متولی ہے اور اس کی پرورش اور تربیت کرنے والوں کے وہم و گمان سے زائد حق الخدمت دینے والا ہے۔

سب عورتوں نے شیر خوار بچے لے لئے، صرف حلیمه خالی رہ گئیں۔ جب روانگی کا وقت آیا تو حلیمه کو خالی ہاتھ جانا شاق معلوم ہوا۔ یکا یک غیب سے حلیمه کے دل میں اس یتیم کے لینے کا نہایت قوی داعیہ اور شدید تقاضہ پیدا ہو گیا۔ حلیمه نے اپنے شوہر سے جا کر کہا

والله لا ذہبین الى ذلك اليتيم فلا خذنه قال لا عليك عسى الله ان يجعل لنا فيه برکته خدا کی قسم میں ضرور اس یتیم کے پاس جاؤں گی اور ضرور اس کو لے کر آؤں گی۔ شوہر نے کہا اگر تو ایسا کرے تو کوئی حرج نہیں۔ امید ہے کہ حق جل شانہ اس کو ہمارے لئے خیر و برکت کا سبب بنائے۔

حلیمه اسی برکت کی امید پر آپ کو لے آئیں۔ اللہ نے اسی امید کے مطابق ان پر برکتوں کا دروازہ کھول دیا۔ بنی سعد کی اور عورتوں نے مخلوق سے طمع باندھی اور حلیمه نے خالق سے امید باندھی۔ حلیمه کہتی ہیں کہ اس مولود مسعود کا گود

ملفوظات فقیہ الامت

حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی علیہ الرحمہ

انتخاب: محمد عنایت اللہ

کھانے پینے کے بعض آداب

ارشاد فرمایا کہ پانی کو تین سانس میں بیٹھ کر پینا چاہیے اور ہر سانس میں برتن منہ سے الگ کر لینا چاہیے، یہ نہ ہو کہ برتن ہی میں سانس لے۔ اس میں متعدد حکمتیں ہیں۔ مثلاً ایک ہی دفعہ میں برتن میں سانس لیکر پینا حیوانات کے ساتھ مشابہت ہے، پھر معدہ کو بھی مضر ہے، نیز یہ عدم صبر کی علامت ہے، متعدد سانس میں تھوڑا تھوڑا کر کے پینے میں یہ چیزیں نہیں۔ علاوہ ازیں اس طرح پینے سے سیری بھی اچھی طرح حاصل ہو جاتی ہے۔ غرض اخلاق، طب، طبع تینوں اعتبار سے بیٹھ کر تین سانس میں پینا چاہیے۔ اسی طرح کھانے میں چھوٹا چھوٹا لقمه خوب چاچا کر کھانے کا ادب بتالا گیا ہے۔ اس واسطے کہ اس طرح کھانے سے قلت طعام بھی حاصل ہو گی، نفس جلد آسودہ ہو جائے گا۔ جلدی جلدی اور بڑے بڑے لقموں میں یہ بات حاصل نہیں بلکہ معدہ میں بھی خرابی کا اندیشہ ہے۔

دو بزرگوں کا مختلف معمول

ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کی دوسرے بزرگ سے ملاقات ہوئی، ایک

چرتی ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر پھر بھی یہی ہوا کہ شام کو حلیمہ کی بکریاں پیٹ بھری ہوئیں دودھ سے لبریز آتیں اور دوسرا بکریاں بھوکی واپس آتیں، بھنوں میں دودھ ایک قطرہ نہ ہوتا۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اسی طرح خیر و برکت دھلاتا رہا اور ہم اللہ کی طرف سے اسی طرح خیر و برکت کا مشاہدہ کرتے رہے۔ اسی طرح جب دو سال پورے ہو گئے تو میں نے آپ کا دودھ چھڑا دیا۔

وفیات (باقیہ صفحہ ۳۹)

۷ دارالعلوم رحیمیہ کے سابق استاذ مولانا مفتی فرحت احمد صاحب قاسمی، اور موجود استاذ مولانا مفتی سجاد حسین صاحب کے قریبی رشتہ دار جناب سیف الدین صاحب مخدومی تحریف بھی علالت کے بعد دارالبقاء کی جانب کوچ کر گئے۔ موصوف وادی کے مشہور عالم دین حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مخدومی قاسمی کے برادر اکبر تھے۔ حضرت مولانا مفتی نذیر احمد صاحب قاسمی، حضرت مولانا مفتی محمد یعقوب صاحب قاسمی حضرت مولانا مفتی سید محمد اسحاق صاحب قاسمی کے علاوہ حضرت حافظ محمد ہدایت اللہ صاحب اور کن مجلس منظمہ حاجی عبدالجبار صاحب نیز جناب مولانا محمد حمید اللہ صاحب اور مولانا مفتی سجاد حسین صاحب نے تعزیت مسنونہ کی۔ دارالعلوم رحیمیہ کے مہتمم صاحب سفر پر تھے۔

ان تمام مرحومنیں نیز دیگر متعلقین و جمیع امت مسلمہ کے لئے ایصال ثواب کرایا گیا۔ قارئین بھی دعائے مغفرت کریں۔

طرف رُخ نہ کرے، اس سے خیال بٹ جاتا ہے، حتیٰ کہ تقریر بھی چھ نمبر پر کہنے کی عادت ڈالے۔ انہیں کی اچھی طرح مشترک کرے۔ اگر کوئی شخص مسئلہ پوچھتے تو بتانے میں اختیاط کرے۔ کہدے کے بھائی میں دین سیکھنے آیا ہوں، فتویٰ دینا مفتیوں کا کام ہے، مسئلہ انہیں سے معلوم کیا جائے۔

آپ کا قول تفسیر بالرائے ہو گا

ایک ڈاکٹر صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بر تھکنٹرول پر میں نے ایک کتاب لکھی ہے، اس کو چھپوانا ہے۔ آپ ذرا اس کو دیکھ لیں۔ حضرت نے کہا کہ شروع سے آخر تک سب غلط ہے کیونکہ جب آپ نے باقاعدہ کہیں دینی تعلیم حاصل نہیں کی۔ نہ آپ کے پاس سند ہے نہ آپ کسی استاذ کے شاگرد ہیں، تو آپ کا قول قرآن پاک میں تفسیر بالرائے ہو گا جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ جو شخص قرآن پاک کی تفسیر رائے سے کرے اگرچہ وہ صحیح ہو، تب بھی غلط ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ میں فتن ڈاکٹری سے واقف نہ ہونے کے باوجود اس کے متعلق گفتگو کروں۔ پھر فرمایا کہ بر تھکنٹرول (نسبتی) قرآن پاک کے منشاء کے خلاف ہے، اس لئے کہ یہ فعل رزق وغیرہ کی تنگی کے اندیشے سے کیا جاتا ہے اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے：“لا تقتلوا اولادكم خشية املاق نحن نرزقهم واياكم” کہ روزی ہم دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ رزق کی ذمہ داری اللہ پر ہے نہ کہ والدین پر۔ لہذا رزق کی تنگی کے سبب ایسا کرنا اس نص قطعی کے خلاف ہو گا۔

نے دوسرے سے دریافت کیا کہ آپ کا معمول کیا ہے؟ فرمایا: کھانا مل جاتا ہے تو شکر کرتا ہوں، نہیں ملتا تو صبر کرتا ہوں۔ انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا معمول کیا ہے؟ فرمایا: کہ کھانا نہیں ملتا تو شکر کرتا ہوں۔ ملتا ہے تو دوسرے محتاجوں کو دیدیتا ہوں۔

مالدار اور غریب کے درمیان سبب منافرت

ارشاد فرمایا کہ مالدار کی ایک ذمہ داری ہے، غریب کی بھی ایک ذمہ داری ہے۔ مالدار نے اپنی ذمہ داری کو تو بھلا دیا، غریب کی ذمہ داری کو یاد رکھا اور غریب نے اپنی ذمہ داری کو بھلا کر مالدار کی ذمہ داری کو یاد رکھا۔ غریب مالدار سے کہتا ہے: اتوا الزکوة۔ زکوٰۃ دو، زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے، اصول سے ہے اور مالدار غریب سے کہتا ہے: سوال مت کرو، سوال کو حدیث میں منع کیا گیا ہے۔ غرض ہر ایک نے اپنے اپنے فریضہ میں کوتا ہی کی جس کے نتیجے میں حالات خراب ہیں۔ مالدار غریب سے ناراض اور غریب مالدار سے ناراض۔ اگر ہر ایک اپنے فریضہ پر نظر رکھے، اس میں کوتا ہی نہ ہونے دے تو یہ صورت اور باہمی منافرت نہ ہوگی۔

تبیغی جماعت کو نصیحت

ایک تبلیغی جماعت حاضر خدمت ہوئی۔ سلام و مصافحہ کے بعد نصیحت کی درخواست کی، تو ارشاد فرمایا کہ تبلیغی سلسلہ میں چھ باتیں بے حد مفید ہیں۔ ان چھ باتوں سے دین کے ہر پہلو کا واسطہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو شخص تبلیغی جماعت میں جائے وہ ان چھ نمبروں سے باہر نہ نکلے۔ ساتویں، آٹھویں نمبر کی

مہمان خانے میں حضرت ناظم صاحب کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کے رفیق درس اور قدیم مخلص دوست مفتی محمد یعقوب صاحب نائب شیخ الحدیث واستاد فقہ دار العلوم رحیمیہ نیز زمانہ طالب علمی کے ایک اور رفیق مفتی سید محمد اسحاق نازکی صاحب استاد حدیث و فقہ دار العلوم رحیمیہ بھی تشریف آور ہوئے۔ انتہائی گرم جوشی سے ملاقات ہوئی، تقریباً ۱۸ سال کے بعد ہونے والی ملاقات کا یہ منظر قابلِ دید تھا جو جملہ حاضرین کی نگاہوں کی کومنٹائز کر گیا۔ حضرت ناظم صاحب اور حضرت مفتی صاحب نیز بھی اکابر اساتذہ کرام کافی دیرتک علمی و اصلاحی مذاکرہ کرتے رہے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اسلاف کی کوئی علمی مجلس لگی ہو۔

علماء کرام اور مشائخ عظام کی زیارت بھی سعادت ہے اور ملاقات و صحبت زیادہ نافع ہے، پھر اگر ان سے کچھ سننے سمجھنے کو ملے تو یہ نور علی نور ہے۔ اس لئے ناظم دار العلوم رحیمیہ کی درخواست پر حضرت مفتی صاحب دار العلوم رحیمیہ کی مسجد شریف میں تشریف لے آئے۔ طلبہ و اساتذہ کرام پہلے ہی جمع ہو چکے تھے اور شوق سے منتظر تھے۔ اس موقع پر مفتی صاحب موصوف نے تقریباً پینتالیسِ منٹ تک ایک قیمتی خطاب فرمایا جو بالخصوص حصولِ علم دین کی طلب رکھنے والوں کے لئے بے حد مفید اور نافع ثابت ہوا۔ بیان کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

عظمی مقصود اور اس کے تقاضے

حضرت مفتی محمد ارشد صاحب مدظلہ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد حدیث مبارک ان العلماء ورثة الانبیاء و ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما و انما ورثوا

قابلِ دید منظر

چشمِ ماروشن دل ماشاد

از: مولانا مفتی محمد اشرف صاحب استاد دارالعلوم رحیمیہ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر اپنے عہد طفویلیت سے ہی کبار علماء و مشائخ اور عظیم شخصیات کی زیارت اور قدم بوی کا شرف حاصل کرتا رہا ہے اور متعدد علماء و اکابر کی یہاں تشریف آوری ہوئی ہے اور پچھلے دنوں والدِ ماجد حضرت اقدس مفتی محمد ارشد صاحب دامت برکاتہم (بانی و ناظم مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامعۃ الابرار بجھڑی ضلع مظفر گریوپی)، تربیت یافتہ حضرت مسیح الامت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی و خلینہ و مجاز حضرت محبی اللہ مولانا ابراہام الحق صاحب ہر دوئی نور اللہ مرقد ہا) کی ایک ہفتے کے لئے دورہ کشمیر پر تشریف آوری ہوئی۔

طے شدہ نظام کے مطابق مختلف مقامات جن میں تراں، سرینگر، بانڈی پورہ، سوپور، اسلام آباد، بارہمولہ وغیرہ شامل تھے وہاں جا کر تشنگانِ علم و معرفت کو اپنے مواعظ و نصائح سے سیراب فرمایا۔

دارالعلوم رحیمیہ میں

مورخہ ۲۶ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰۲۲ء جولائی ۲۰۲۲ء بروز منگل تقریباً پونے بارہ بجے دارالعلوم رحیمیہ پہنچے، حضرت ناظم صاحب مولانا محمد رحمت اللہ میر قاسمی دامت برکاتہم بنفسِ نفسِ مہمان خانے کے صدر دروازے پر استقبال کے لئے موجود تھے، ”چشمِ ماروشن دل ماشاد“ کہتے ہوئے مصافحہ و معافاقہ فرمایا، حضرت کی معیت میں کئی حضرات علماء و مفتیان نیز متشپسین بھی تھے۔ سبھی نے مصافحہ کیا اور مہمان خانہ میں جلوہ افروز ہوئے۔

کون سا اسم ہے؟ فعل ہے تو کون سا فعل ہے؟ پھر خوبی اعتبار سے بھی دیکھیں مرکب مفید ہے یا غیر مفید ہے؟ غیر مفید ہے تو اضافی ہے یا تو صرفی ہے؟ بنائی ہے یا منع صرف ہے؟ اور اگر مفید ہے تو پھر کون سا جملہ بنے گا؟ پھر اس کے معنی کیا ہوئے؟ پھر اس کی مراد کیا ہوگی؟ مطالعہ کی اہمیت افادیت: کتاب فہمی اور مدلول و مراد فہمی کا ملکہ محض سننے پر اکتفاء کرنے سے نہیں بلکہ پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ سخت علالت کی وجہ سے ۱۳ یا ۱۴ ادن کے بعد بخاری شریف کے سبق میں حاضر ہو سکے، لیکن پھر بھی استاذ محترم کا سبق وہاں تک نہیں پہنچا تھا جہاں طالب علم محمد انور کشمیری کا مطالعہ بخاری میں فتح الباری و عمدة القاری پہنچا ہوا تھا، جبکہ سبق بھی عرضًا ہوتا تھا بغیر بسط و تفصیل کے، مطالعہ کی اسی عادت کی وجہ سے پھر سرعت مطالعہ کا یہ حال تھا کہ صرف تین دن میں پوری فتح القدری کا معنکملہ کے مطالعہ فرمایا، اس شان کے ساتھ کہ کتاب الحج تک اس کی تنجیص بھی فرمائی، اور ان اشکالات کے جوابات بھی دیئے جو محقق ابن الہمام نے فقہائے متاخرین پر کئے ہیں، ان مسائل میں جہاں فقہائے متاخرین نے صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔

(ب) سبق کی پابندی اور استاذ کی بات و جمعی سے سننا: اس بات کا اہتمام ہو کہ بلاعذر شدید ایک بھی سبق نہ چھوٹے اور کوئی بات بغیر سمجھنے نہ رہے، جب آپ طالب علم ہو تو کوئی بات تشنہ چھوڑ کر جہل پر کیسے راضی رہ سکتے ہو؟ پہلے زمانے میں تو طالب علم کا لقب ہی تھا "ماتقول؟" (کہیے کیا اشکال ہے؟)

(ج) تکرار و مدا کا اہتمام: یعنی پڑھے ہوئے سبق کو دوہرانا، چاہے تنہا ہو یا چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر ہو۔

العلم فمن اخذہ اخذ بحظ و افر او کما قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اخرجہ ابو داؤد ۳۶۴۱، والترمذی، وابن ماجہ، واحمد۔) ترجمہ: علماء انبياء کے وارث ہیں اور انبياء دینا و درہم کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں سو جس نے علم کو حاصل کیا تو اس نے (وارث میں سے اپنا) پورا پورا حصہ حصول کیا۔) تلاوت فرمائے کراشاد فرمایا:

ہم طالب علم ہیں، ہمارا مقصود قرآن و حدیث کا علم ہے جو درحقیقت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ اور میراث ہے جیسا کہ حدیث شریف "إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ الْأَنْبَيْخَ" سے معلوم ہوتا ہے، لہذا مقصود بہت عظیم ہے تو قربانی بھی عظیم دینی ہوگی، اس کے لئے ہم نے گھر کی آزادانہ و حاکمانہ زندگی چھوڑ کر مدرسہ کی مکومانہ زندگی اختیار کی ہے۔ اور مدرسہ سوق العلوم (علم کا بازار) ہے اور بازار میں صرف چلے جانا کافی نہیں ہوتا بلکہ کچھ لینے اور حاصل کرنے کے لئے کچھ دینا بھی پڑتا ہے۔ لہذا مدرسے میں بھی صرف آجانا کافی نہیں بلکہ اس عظیم مقصود کے حصول کے لئے تین چیزیں کرنی ہوگی۔

پہلی چیز: جدوجہد اور محنت

جدوجہد تین چیزوں کا مجموعہ ہے:

(الف) مطالعہ کا اہتمام: یعنی سابقہ دروس و اساباق سے حاصل شدہ صلاحیت و استعداد کو پورے طور پر صرف و خرچ کر ڈالنا اس سبق کو حل کرنے کے لئے جو استاذ سے آئندہ پڑھنا ہے۔

مطالعہ کا طریقہ: ایک ایک مفرد لفظ کو حل کریں لغوی اعتبار سے بھی کہ مادہ کیا ہے؟ اور صرفی اعتبار سے بھی کہ صیغہ کیا ہے؟ باب کون سا ہے؟ اسم ہے یا فعل ہے؟ منصرف ہے یا غیر منصرف ہے؟ مغرب ہے یا مشرق ہے؟ مبنی ہے یا مبني ہے؟ میں ہے تو کون سی قسم میں سے ہے؟ اسم ہے تو

دوسرا چیز: تقویٰ:

یعنی ہر قسم کی معصیت سے بچنے کا پورا اہتمام، اس لئے کہ ارتکاب معصیت کے ہوتے ہوئے علم دین یعنی نصوص کا فہم صحیح کبھی نہیں آ سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”خصلتان لا تجتمعان في منافق حسن سمت ولا فقه في الدين“ (ترمذی) (دو صفات کسی ایسے بندے کے اندر جمع نہیں ہو سکتی جو معصیت کا عادی ہو، صحیح روش، دین کی صحیح سمجھ) حدیث شریف میں نفاق سے مراد نفاق عملی ہے جس کا دوسرا نام معصیت ہے، اور معصیت سے دل گندہ اور انداھا ہو جاتا ہے، پھر اس پر کتاب اللہ کے معارف و حقوق کا نزول نہیں ہوتا، کیونکہ یہ علم میراثِ نبوی ہے اور میراثِ کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے جس کا مورث کے ساتھ اختصاص کا تعلق ہو، لہذا جب دل معصیت کے زنگ سے پاک صاف ہوگا اور اتباع سنت و شریعت کے زیر سے آ راستہ ہوگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اختصاص کا تعلق ہوگا جس کی وجہ سے قلب پر مرادر بانیِ کالقاء ہوگا اور پھر تو حال یہ ہوگا کہ:

بینی اندر خود علوم انبیاء بے کتاب و بے معید و اوستا

اور اسی سر زمین کی دوسری شخصیت عارف ہندی علامہ اقبال فرماتے ہیں:

تیرے نمیر پر جب تک نہ ہو نزول کتاب گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف
یہ ہی نور حق وہ علم ہے جس کے فضائل نصوص میں آئے ہیں، مبادیاتِ علوم و فنون کو
جاننے کا نام علم نہیں وہ تو معلومات فنیہ ہیں ان کے لئے تو ایمان بھی شرط نہیں ہے۔

علامہ ابراہیم بلیاویؒ کا ارشاد ہے کہ ”لوگوں نے معلومات اور کثرت مطالعہ کو علم سمجھ لیا حالانکہ علم تو ایک نور ہے جو انسان کے قلب میں ہوتا ہے“،

تیسرا چیز: ادب

یعنی کتاب، استاذ، علم اور علم سے تعلق رکھنے والی ہر چھوٹی بڑی چیز کا ادب۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا ہے کہ: ”میرا یہ حافظہ یوں تو عطیہ پاری تعالیٰ ہے، لیکن بدرجہ اسباب ظاہری اس کا سبب میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ جب سے مجھے شعور ہوا ہے میں نے کوئی دینی کتاب بغیر وضو کے نہیں چھوٹی۔“ استاذ کا ادب دو وجوہ سے کرنا چاہیے (۱) وہ نائب نبی ہے۔ (۲) وہ طالب علم کے لئے ایسی عظیم نعمت کا محسن ہے جو ابدی ہے جس کو زوال نہیں۔

استاذ کا ادب و احترام جس قدر طالب علم کے ذہن میں ہوگا، اسی قدر علوم کا فیضان بھی مجاہب اللہ اس کی جانب ہوگا، اس میں استاذ کا بھی دخل نہیں ہے، تاریخ دیوبند میں اس کی مثال دو طالب علم: احمد حسن امر و ہوئیؒ اور محمود حسن دیوبندیؒ ہیں۔ کہ محمود حسن دیوبندیؒ کے ذہن میں استاذ محترم کا ادب زیادہ تھا۔ احمد حسن امر و ہوئیؒ کے ذہن میں اس درجہ کا نہیں تھا تو علوم کا فیضان بھی جیسا محمود حسن دیوبندیؒ پر ہوا کہ وہ علوم میں اپنے استاذ محترم جیجۃ الاسلام امام قاسم نانوتوئیؒ کے بجا طور پر جانشین بنے اور شیخ الہند و شیخ العالم کہلائے۔ ظاہر ہے ویسا فیضان احمد حسن امر و ہوئیؒ کی جانب تھی ان کے ذہن ہونے کی وجہ سے۔ غالب توجہ بھی احمد حسن امر و ہوئیؒ کی جانب تھی ان کے ذہن ہونے کی وجہ سے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم گشت از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش درہمہ آفاق زد
اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے ان باتوں کو نفع کا ذریعہ بنائے اور ان پر عمل کی توفیق
نصیب فرمائے۔

وآخر دعواانا ان الحمد لله رب العالمين.

دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

صدقہ جاریہ میں حصہ لینے کا سنبھارا موقعہ دوبارہ میسر زمین کی خریداری یا مدرسۃ البنات کی تغیر میں حصہ لے سکتے ہیں

دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ نے بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے جو مدرسہ شروع کیا ہے، اس میں تغیر کا کام جاری ہے۔ ایک کمرہ بنانے کی لاگت تقریباً پانچ لاکھ روپے ہے اور ایک بچی کی جگہ کا حصہ تغیر کرنے کا خرچ مبلغ چالیس ہزار روپے ہے۔
جو حضرات اپنے لئے یا اپنے والدین یا دیگر مرحومین کے لئے اس تغیر میں بطور صدقہ جاریہ حصہ لینا چاہیں وہ اب مدرسۃ البنات کے لئے الگ مستقل کھل چکے کرنٹ اکاؤنٹ جموں و کشمیر بنک 0727010100000200 میں اپنی رقم جمع کر سکتے ہیں:
اسی طرح سے زمین کے ایک مرلے کی قیمت تقریباً ایک لاکھ دس ہزار روپے ہے۔ نصف مرلہ پچھن ہزار روپے (55000) اور چوتھائی مرلہ ساڑھے ستمائیں ہزار روپے (27500) میں خرید کر اس کا پانے لئے یا اپنے والدین کے لئے صدقہ جاریہ بناسکتے ہیں۔
اس مقصد کے لئے پہلے سے موجود صدقہ جاریہ کے نام سے دارالعلوم رحیمیہ کے کرنٹ اکاؤنٹ بچے کے بنک بانڈی پورہ کشمیر 0061010100001532 میں اپنی رقم جمع کر سکتے ہیں۔

نوٹ: خواہشمند حضرات بصورت جنس ریت، باجری، لوہا، سینٹ بھی دے سکتے ہیں مگر اس کے لئے مقدار، سائز اور قسم کی تفصیل یہاں سے معلوم کریں۔
مدرسۃ البنات میں تعلیم حاصل کرنے والی بچیوں کے لئے دیگر قوم (صدقہ، زکوٰۃ، خیرات وغیرہ) پہلے سے جاری کرنٹ اکاؤنٹ جموں و کشمیر بنک 0727010100000084 میں ہی جمع فرمائیں۔

محمد رحمت اللہ میر قاسمی

ناظم دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر فون نمبر: 9419900002

وفیات

- ۱۔ حضرت مولانا عبد الاولی شاہ صاحبؒ کی اہلیہ محترمہ اور دارالعلوم المصطفوی بارہمولہ کے مہتمم مولانا مفتی سید عبد الرحیم الحسنی صاحب دامت برکاتہم کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔
- ۲۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاد اور پندرہ روزہ تغیر حیات کے مدیر حضرت مولانا محمود حسن الحسنی ندوی کا انتقال پُر ملال ہو گیا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔
- ۳۔ مولانا محمد مکرم سنسار پوری سہارنپور خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ موصوف ۱۹۵۷ء سے جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہ میں تدریسی خدمات انجام دینے میں مصروف تھے۔
- ۴۔ آل انڈیا مسلم پرنسنل لا بورڈ کے نائب صدر مولانا جلال الدین عمری سابق امیر جماعت اسلامی ہند بھی اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ انا لله وانا اليه راجعون۔
- ۵۔ قاضی محمد کامل قاسمی صاحب کے ذریعہ سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جناب ثناء اللہ صاحب اس دارفانی سے داربقا کی جانب کوچ کر گئے۔ انا لله وانا اليه راجعون۔
- ۶۔ امیر شریعت تامل ناظر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پر نامہ کا انتقال ہو گیا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔
(باقیہ صفحہ نمبر ۲۹ پر)